Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Article QR

Rights and Responsibilities of Husband and Wife and the Islamic Laws of Maintenance and Support

میاں بیوی کے حقوق وذمہ داریاں اور نان ونفقہ کے شرعی احکام

Authors

1. Abdul Ghafoor
MPhil, Department of Islamic Studies, GCUF, Pakistan.
akashan09@gmail.com

2. Muhammad Usman Zakariya
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics),
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Visiting Lecturer, University of Agriculture Faisalabad (Sub-Campus Okara), Okara, Pakistan.

Citation

Abdul Ghafoor and Muhammad Usman Zakariya," The Islamic Family System: An Analysis of Teachings, Rights, and Shari'ah Laws." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 165– 175.

History

Received:Sep 11, 2024, **Revised**: Sep 28, 2024, **Accepted**: Oct 16, 2024, **Available Online**: Nov 03, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

HEC "Y" Category

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Rights and Responsibilities of Husband and Wife and the Islamic Laws of Maintenance and Support

میاں بیوی کے حقوق وذمہ داریاں اور نان ونفقہ کے شرعی احکام

عبدالغفور ☆ | ڈاکٹر عاصم اقبال ☆

Abstract

In Islam, the relationship between husband and wife is based on mutual respect, responsibility, and compassion. The Qur'an and Hadith provide clear guidelines about the rights and duties of both spouses to ensure harmony and justice in marital life. The rights of the wife include the provision of maintenance, housing, and respectful treatment, while the husband is entitled to love, respect, and cooperation. The concept of *Nafaqah* (maintenance) is integral to Islamic family law, wherein the husband is obligated to provide for his wife's needs, including food, clothing, and shelter. However, the wife is equally responsible for fulfilling her duties, such as maintaining marital harmony, fulfilling conjugal rights, and supporting her husband emotionally and physically. In this paper, the responsibilities of both husband and wife are explored in detail, along with the importance of maintaining justice in marital relationships. It also delves into the legal implications of *Nafaqah*—what it entails and the scope of a husband's duty to provide for his wife. This analysis not only highlights the importance of mutual respect and understanding but also sheds light on the social and moral dimensions of these marital obligations. By addressing the legal and ethical aspects of marriage, this paper emphasizes the balance of rights and responsibilities that ensure a peaceful and prosperous family life.

Keywords: Husband and Wife Rights, Islamic Family Law, Nafaqah, Marital Responsibilities, Islamic Ethics

تعارف موضوع

اسلام میں میاں بیوی کے حقوق و ذمہ داریوں کا ایک مضبوط اور واضح نظام موجود ہے جو دونوں افراد کی فلاح و بہبود کی ضمانت دیتا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق، شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات احترام، محبت، اور معاونت پر مبنی ہونے چاہئیں۔ شوہر پر بیوی کے نفقہ (کھانا، کپڑے، رہائش) کی فراہمی کا واجب ہے، جب کہ بیوی پر بھی اپنے شوہر کے حقوق ادا کرنا اور گھریلو ذمہ داریوں کو سنبھالنا ضروری ہے۔ نفقہ کے بارے میں شریعت نے واضح ہدایات دی ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو اس کی ضروریات کے مطابق فراہم کرے، جبکہ بیوی کا کردار بھی اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک اور تعاون کا ہے۔ اس مضمون میں میاں بیوی کے حقوق وذمہ داریوں کو شریعت کی روشنی میں بیان کیا جائے گا اور نفقہ کے شرعی احکام کو تفصیل سے سمجھایا جائے گا۔ یہ تحقیق میاں بیوی کے تعلقات کی اہمیت، انصاف اور متوازن رویوں کو اجاگر کرنے کے لئے کی گئی ہے، تاکہ اسلامی معاشرتی نظام میں ایک خوشحال اور مستحکم خاندان کا قیام ممکن ہو سکے۔

☆ ایم فل، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

☆ ایم فل اسلامیات (تخصص: اسلامی معیشت)، انسٹیٹیوٹ آف اسلامی اسٹڈیز، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور، پاکستان۔
وزٹنگ لیکچرر، یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد (سب کیمپس اوکاڑہ)، اوکاڑہ، پاکستان۔

مبحث اول: میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریاں

انسان صرف انفرادی زندگی ہی نہیں رکھتا بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے، اس کا وجود خاندان کے ایک رکن اور معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے۔ سماج اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی میاں بیوی ہیں جن کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِوَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓااِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌحَكِيْمٌ ۔ [1]

اور (مردوں پر) عورتوں کا حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) عورتوں پر حق ہے معروف طریقہ پر اس آیت میں میاں بیوی کے تعلقات کا ایسا جامع دستور پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہو سکتا اور اگر اس جامع ہدایت کی روشنی میں ازدواجی زندگی گزاری جائے تو اِس رشتہ میں کبھی بھی تلخی اور کڑواہٹ پیدا نہ ہو گی واقعی یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ الفاظ کے اختصار کے باوجود معانی کا سمندر گویا کہ ایک کوزے میں سمو دیا گیا ہے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ بیوی کو محض نوکرانی اور خادمہ مت سمجھنا بلکہ یہ یاد رکھنا کہ اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جنکی پاس داری ضروری ہے۔ ان حقوق میں جہاں نان ونفقہ اور رہائش کا انتظام شامل ہے وہیں اسکی دلداری اور راحت رسانی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ مفتی شفیع عثمانی صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ آیت مبارکہ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْء وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ، یہ میاں بیوی کے باہمی حقوق و درجات پر ایک جامع آیت ہے۔ نیزولھن مثل الذی علیھم بالمعروف ،یہ آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق و فرائض اور ان کے درجات کے بیان میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے، اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد کئی رکوع تک اسی ضابطہ کی اہم جزئیات کا بیان ہوا۔[2]

لہٰذا شوہر اور بیوی کی اہم ذمہ داریاں اور حقوق درج ذیل ہیں۔

i. شوہر کی اہم ذمہ داریاں: مہر، نفقہ اور رہائش کا انتظام

بیویوں کے درمیان تقسیم میں عدل وانصاف کرنا اچھے اور احسن انداز میں گزر بسر کرنا اور بیوی کو تکلیف نہ دینا۔ جبکہ بیوی پر خاوند کے حقوق بہت زیادہ ہیں اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ اٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِئًا مَّرِيْٓـًٔا[3]

---

[1]۔ Al-Baqarah, 2:228

[2]۔ Muftī Shafīʿ Usmānī, *Maʿārif al-Qurʾān*, Karāchī, Dār al-Ashāʿat, 1998, 1:545

[3]۔ Al-Nisāʾ, 4:4

اوران عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ہاں مردوں کو ان عورتوں پر درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔

مفتی شفیع عثمانی معارف القرآن میں معارف ومسائل کے عنوان سے اس طرح تفسیر بیان کرتے ہیں کہ مرد وعورت کے فرق اور میاں بیوی کے باہمی حقوق ودرجات پر یہ ایک جامع آیت ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یہ آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق وفرائض اور ان کے درجات کے بیان میں ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد کئی رکوع تک اسی ضابطہ کی اہم جزئیات کا بیان ہوا ہے۔ ذیل میں باقی چیزوں کا بیان ہے۔[4]

أ. مکمل مہر کی ادائیگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عورتوں کو ان کا مہر راضی وخوشی سے ادا کردو۔ نکاح کے وقت مہر کی تعیین اور شب زفاف سے قبل اس کی ادائیگی ہونی چاہئے، اگرچہ طرفین کے اتفاق سے مہر کی ادائیگی کو مؤخر بھی کرسکتے ہیں۔

ب. بیوی کے تمام اخراجات

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ الی اخرہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ [5]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بچوں کے باپ (یعنی شوہر) پر عورتوں (یعنی بیوی) کا کھانا اور کپڑا لازم ہے دستور کے مطابق مولانا عبد الرحمان کیلانی اپنی تفسیر تیسیر القرآن میں اس آیت کی تفسیر کچھ یوں فرماتے ہیں کہ والدات کے حکم میں وہ مائیں بھی داخل ہیں جن کو طلاق ہوچکی ہو خواہ وہ عدت میں ہوں یا عدت بھی گزر چکی ہو، اور وہ بھی جو بدستور بچہ کے باپ کے نکاح میں ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے۔ تاہم اس سے حسب ضرورت کم ہوسکتی ہے اور یہ مدت قمری تقویم کے حساب سے شمار ہوگی۔ یعنی منکوحہ عورت اور مطلقہ عورت جو عدت میں ہو اس کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری تو پہلے ہی بچہ کے باپ پر ہوتی ہے اور اگر عدت گزر چکی ہے تو اس آیت کی رو سے باپ ہی اس مطلقہ عورت کے اخراجات کا ذمہ دار ہوگا کیونکہ وہ اس کے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔[6]

یعنی والدہ سے اس کی حیثیت سے زیادہ کھانے اور کپڑے کے اخراجات کا مطالبہ نہ کیا جائے یہ مطالبہ خواہ عورت خود کرے یا اس کے ورثاء کریں۔ یعنی ماں بلاوجہ دودھ پلانے سے انکار کردے اور باپ کو پریشان کرے۔ اسی طرح باپ بچہ کو ماں سے جدا کرکے کسی اور سے دودھ پلوائے اور اس طرح ماں کو پریشان کرے یا اس کے کھانے اور کپڑے کے اخراجات میں کنجوسی کا مظاہرہ کرے۔ یا ماں پر دودھ پلانے کے لیے جبر کیا جائے جبکہ وہ اس بات پر آمادہ نہ ہو۔ یہ بچہ جو دودھ پی رہا ہے۔ خود بھی اپنے باپ کا وارث ہے اور اس کے علاوہ بھی وارث ہونگے۔ بہر حال یہ خرچہ مشترکہ طور پر میت کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا اور یہ وہ ادا کریں گے جو عصبہ (میت کے قریبی وارث مرد) ہیں۔ یعنی اگر ماں باپ دونوں باہمی مشورہ سے دو سال سے پہلے ہی دودھ چھڑانا چاہیں مثلاً یہ کہ ماں کا دودھ اچھا نہ ہو اور بچے کی صحت خراب رہتی ہو یا اگر ماں باپ کے نکاح میں ہے تو اس کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ ماں کو اس دوران حمل ٹھہر جائے اور بچہ کو دودھ چھڑانے کی ضرورت پیش آئے تو ایسی صورتوں میں ان دونوں پر کچھ گناہ نہ ہوگا اور یہ ضروری نہ رہے گا کہ بچہ کو ضرور دو سال دودھ پلایا جائے۔

4- Muftī Shafīʿ Usmānī, *Maʿārif al-Qurʾān*, 2:297

5- Al-Baqarah, 2:233

6- Maulānā ʿAbd al-Raḥmān Kīlānī, *Taysīr al-Qurʾān*, Lāhaur, Maktabah al-Salām, 1432 AH, 1:185

اس کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا ہے اور دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر تم دایہ سے دودھ پلوانا چاہو تو اس کا معاوضہ تو دینا ہی ہے۔ مگر اس وجہ سے ماں کو جو کچھ طے شدہ خرچہ مل رہا تھا وہ اسے ادا کر دینا چاہیئے، اس میں کمی نہ کرنی چاہیے۔

ایسے بیشمار احکام ہیں جنہیں بیان کرنے کے بعد "اللہ تعالیٰ نے "اللہ سے ڈرتے رہنے" کی تاکید فرمائی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ معاملات کی دنیا میں، ایک ہی معاملہ کی بیشمار ایسی شکلیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ جن کے مطابق انسان اللہ کے کسی حکم کے ظاہری الفاظ کا پابند رہ کر بھی اپنا ایسا فائدہ سوچ لیتا ہے جو منشائے الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔ مگر اس سے دوسرے کا نقصان ہو جاتا یا اسے تکلیف پہنچ جاتی ہے اور ایسے پیدا ہونے والے تمام حالات کے مطابق الگ الگ حکم بیان کرنا مشکل بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف بھی۔ لہٰذا انسان کو "اللہ سے ڈرتے رہنے کی تاکید اس لیے کی جاتی ہے کہ انسان اپنی نیت درست رکھے اور آخرت میں اللہ کے حضور جواب دہی کا تصور رکھتے ہوئے ان احکام کو بعینہ اسی طرح بجالائے جس طرح اللہ تعالیٰ کی منشاء ہو۔

ج. بیوی کے لئے رہائش کا انتظام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنی طاقت کے مطابق عورتوں کو رکھو اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ عدت کے دوران انکی رہائش کا انتظام بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ جب شریعت نے مطلقہ عورتوں کی رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ رکھا ہے تو حسب استطاعت بیوی کی مناسب رہائش کی ذمہ داری بھی شوہر کے ذمہ ہو گی۔

د. بیوی کے ساتھ حسن معاشرت

شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انکے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ معاملہ رکھو اور تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے[7]

علامہ غلام رسول سعیدی اپنی تفسیر تبیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ تم ان کو اس لیے روکو کہ تم ان کو دیئے ہوئے (مہر) میں سے کچھ واپس لے لو۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ علی الاعلان بے حیائی کا ارتکاب کریں، اور تم ان کے ساتھ نیک سلوک کرو پھر اگر تم ان کو ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔[8]

7. Al-Nisāʾ, 4:19
8. ʿAllāmah Ghulām Rasūl Saʿīdī, *Tabyān al-Qurʾān*, 2:602

ii. بیوی کی اہم ذمہ داریاں: شوہر کی اطاعت، مال و آبرو کی حفاظت، گھریلو نظام اور بچوں کی تربیت

أ. شوہر کی اطاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا[9]

مرد عورتوں پر حاکم اور نگراں ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کا کہنا مانتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں،

ب. شوہر کے مال وآبرو کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، یعنی اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ نیک عورت ہے، جب شوہر اسکی طرف دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کردے، جب شوہر اسکو کوئی حکم کرے تو شوہر کا کہنا مانے۔ اگر شوہر کہیں باہر سفر میں چلا جائے تو اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے شوہر کے مال کی حفاظت میں یہ ہیں کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے مال میں سے کچھ نہ لے، اور اسکی اجازت کے بغیر کسی کو نہ دے۔ ہاں اگر شوہر واقعی بیوی کے اخراجات میں کمی کرتا ہے تو بیوی اپنے اور اولاد کے خرچے کو پورا کرنے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر مال لے سکتی ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہند بنت عتبہ سے کہا جب انہوں نے اپنے شوہر ابوسفیانؓ کے زیادہ بخیل ہونے کی شکایت کی تھی: اتنا مال لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے متوسط خرچہ کے لئے کافی ہو۔ شوہر کی آبرو کی حفاظت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، کسی نامحرم سے بلاضرورت بات نہ کرے۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

ج. گھر کے اندرونی نظام کو چلانا اور بچوں کی تربیت کرنا

یہ عورت کی وہ ذمہ داری ہے جو ان کی خلقت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے، بلکہ یہ وہ بنیادی ذمہ داری ہے جسکی ادائیگی عورت پر لازم ہے۔ عورتوں کو اس ذمہ داری کے انجام دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہئے کیونکہ اسی ذمہ داری کو صحیح طریقہ پر انجام دینے سے فیملی میں آرام وسکون پیدا ہوگا نیز اولاد دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیکہ جب صحابہ کرام اپنی بیٹی یا بہن کو رخصت کرتے تھے تو اسکو شوہر کی خدمت اور بچوں کی بہترین تربیت کی خصوصی تاکید کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بچوں کی تربیت وغیرہ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہونا چاہئے تاکہ شوہر کا پیسہ فضول میں خرچ نہ ہو۔

9- Al-Nisāʾ, 4:34

د. **بیوی کی اچھی صفات**

اس مختصر سی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک اچھی بیوی کی چار صفات بیان فرمائی ہیں۔ دو تو شوہر کی موجودگی سے تعلق رکھتی ہیں اور دو عدم موجودگی سے۔ موجودگی سے متعلق یہ ہیں کہ جب شوہر گھر میں ہو یا باہر سے کام کاج کے بعد شام کو گھر آئے تو اس کی بیوی خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے اس کا جسم اور اس کے کپڑے صاف ستھرے ہوں اور وہ اپنے خاوند کا دل موہ لے اور خاوند اسے دیکھ کر خوش ہو جائے۔ دوسری یہ کہ خاوند اسے اگر کھانے پینے سے متعلق کسی بات کے لیے کہے تو اسے فوراً بجالائے۔ یا اگر اسے بوس وکنار کے لیے بلائے تو بطیب خاطر اس کی بات مانے۔ اور جب گھر میں نہ ہو تو کسی غیر مرد کو گھر میں داخل نہ ہونے دے۔ نہ ہی خود کسی غیر مرد سے آزادانہ اختلاط یا خوش طبعی کی باتیں کرے۔ نیز اپنے شوہر کے گھر کی امین ہو۔ اس کے مال کو نہ فضول کاموں میں خرچ کرے نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ الا یہ کہ اس کا مال ذاتی ہو اور نہ ہی چوری چھپے خاوند کے مال سے اپنے میکے والوں کو دینا شروع کر دے۔

مگر جب خاوند کوئی ایسا کام بتائے جو گناہ کا کام ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اللہ کی معصیت کے مقابلہ میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ جیسے مثلاً مرد اسے نماز کی ادائیگی یا پردہ کرنے سے روکے یا اسے شرک وبدعت والے کاموں پر مجبور کرے تو اس سے انکار کر دینا ضروری ہے ورنہ وہ گناہ گار ہو گی۔

مبحث دوم: نان ونفقہ اور اس کے شرعی احکام

i. نان ونفقہ کی تفہیم

نان ونفقہ سے مراد وہ خرچہ ہے جو شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو فراہم کرے، اسمیں اسکا کھانا پینا، رہائش، اور کپڑوں کی ضروریات شامل ہیں۔ اور اسکی مقدار کا تعین دونوں کے عرف پر ہے، شرعاً کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ متوسط اعتبار سے خرچ کرنا شوہر پر لازم ہے۔ یہ اس وجہ سے لازم ہیکہ بیوی اس کے لیے اسکے گھر میں محبوس ہے۔ نیز نفقہ سے مراد ضروری اخراجات جیسے خوراک، لباس اور مسکن کو کہا جاتا ہے زندگی گزارنے کے لئے جنکی ضرورت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے کہ۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْامِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَاحَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا[10]

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیا القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

کسی چیز کی ضروریات کو مہیا کرنے والے، اس کی نگہبانی وحفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح ودرستگی کے ذمہ دار کو عربی میں قوام کہا جاتا ہے۔ جیسے ہر فوج کا ایک کمانڈر اور ہر مملکت کا ایک فرماں روا ہونا ضروری ہے جو نظام قائم رکھے اور فوج اور رعایا اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکم اعلیٰ ہونا چاہیے جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ ورنہ گھر کی یہ مختصر مگر اہم ریاست کا سکون واطمینان برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ اری کس کو سونپی جائے۔ اور اس بار گراں کو اٹھانے کی بہترین صلاحیت کس میں ہے۔ اس کے دو ہی امیدوار ہیں ماں اور باپ قرآن حکیم نے باپ کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی وجہ بھی بتادی ہے کہ اس میں دو خوبیاں ہیں ایک وہبی ہے اور دوسری کسبی، انہیں کے باعث وہ گھر کی مملکت کا رئیس

10- Al-Nisā', 4:34

مقرر کیا گیا ہے۔ پہلی خوبی تو یہ ہے کہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مرد اپنی جسمانی قوت، ذہنی برتری، معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں بلاشبہ عورت سے بڑھا ہوا ہے۔ اس چیز کو قرآن نے یوں اپنے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا **بما فضل الله بعضہم علی بعض**۔ اور مرد کی دوسری خوبی یہ ہے کہ بیوی بچے کے جملہ اخراجات اور ان کے آرام و آسائش اور ان کی حفاظت وصیانت کی تمام تر ذمہ داری اس پر عائد ہے۔ اس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔ **وبما انفقوا من اموالہم**۔ اس لیے اپنی فطری اور کسبی برتری کے باعث مرد ہی اس امر کا مستحق ہے کہ وہ گھر کی ریاست کا امیر ہو۔ کوئی کج فہم یہ نہ سمجھے کہ عورت کے گلے میں مرد کی غلامی کا طوق ڈالا جا رہا ہے۔ ان انتظامی امور کے علاوہ عورت کے اپنے حقوق ہیں جو مرد پر ایسے ہی واجب ہیں جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ واجب ہیں۔ **لہن مثل الذی علیہن** اور قرب الٰہی کے دروازے دونوں صنفوں کے لیے برابر کشادہ ہیں۔ اس لیے یہاں عورت کی غلامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت کو جو مقام اسلام نے معاشرہ میں بخشا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ویسے کوئی آنکھیں بند رکھنے پر ہی ادھار کھائے بیٹھا ہو چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ یہاں سے نیک عورتوں کی صفات کا بیان ہے۔[11]

اس ارشاد ربانی کی مزید وضاحت حضور کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے **خیرالنساءامرأۃاذانظرت الیہاسرتک واذاامرتہااطاعتک واذاغبت عنہا حفظتک فی نفسہاومالک**-یعنی بہترین بیوی وہ ہے جسے جب تو دیکھے تو مسرور ہو جائے۔ اسے حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو کہیں باہر جائے تو وہ تیری غیر حاضری میں اپنی عصمت کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔ ایک مسلمان خاتون کو جن خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہیے۔ اور جن پاکیزہ صفات سے متصف ہونا چاہیے ان کا ذکر کتنے دلنشین کلمات میں کیا گیا ہے۔ بیوی کا اس سے بلند معیار تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ خود سوچئے اسلام ایک بیوی سے کیا توقع رکھتا ہے۔ اور اس طرح اس کے مقام کو کتنا بلند کر دیتا ہے۔ اور اس مرد سے بھی زیادہ کوئی خوش نصیب ہو سکتا ہے جس کی رفیقہ حیات ان خوبیوں کی مالک ہو۔

لیکن پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوا کرتیں۔ اچھی خواتین کے ساتھ ساتھ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو تند مزاج ہوا کرتی ہیں۔ ان کی اصلاح کا طریقہ تعلیم کیا ہونا چاہیے۔ عورت کے ازراہ غرور و نفرت خاوند کی اطاعت سے سرتابی کرنے کو "نشوز" کہتے ہیں۔ خوف سے مراد وہم و گمان نہیں بلکہ علم و یقین ہے یعنی اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا پورا علم ہو جائے تو پہلے ہی غصہ سے بے قابو ہو کر انتہائی اقدام نہ کرو۔ بلکہ پہلے انہیں نرمی سے سمجھاؤ۔ اور اگر سمجھانا موثر ثابت نہ ہو تو پھر ان سے الگ رات بسر کیا کرو۔ اور محبت بھری باتیں کرنا ترک کر دو۔ وہ عورت جس میں شرافت کی حس ابھی زندہ ہے وہ اس سرزنش سے ضرور اپنی اصلاح کر لے گی۔ لیکن اگر یہ طریقہ کار بھی مفید ثابت نہ ہو تو پھر تم اس کو مار بھی سکتے ہو۔ لیکن مار ایسی سخت نہ ہو جس سے جسم پر چوٹ آ جائے۔ **والضرب فی ہذہ الایۃ ضرب الادب غیر المبرح** اور حضرت ابن عباس سے تو یہ صریح مروی ہے کہ اگر مارنے کی نوبت آئے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے۔ آج کل جہلاء اپنی بیویوں کو بھینسوں کی طرح پیٹتے ہیں اس کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔

اگر عورت اپنی سرکشی سے باز آ جائے اور اپنے شوہر کی فرماں بردار بن جائے تو پھر شوہر پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے پہلے رویہ کو یکسر بدل دے اور اس پر دست درازی سے کلیۃً باز آ جائے۔ یہ حکم اس خدا کا ہے جو سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے اور اس کے حکم کی سرتابی کے نتائج بڑے المناک ہیں۔

---

[11]- Pīr Karam Shāh al-Azharī, *Tafsīr Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Lāhaur, Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publīkeshanz, 1995, 1:341

ii. بیوی کے نفقہ کے وجوب کی حکمت

عقد نکاح کیوجہ سے عورت خاوند کے لیے محبوس ہے، اور خاوند کے گھر سے اسکی اجازت کے بغیر نکلنا منع ہے تو اس لیے خاوند پر واجب ہے کہ وہ اسکے بدلے میں اس پر خرچہ کرے، اوراسکے ذمہ ہے کہ وہ اسکو کفائت کرنے والا خرچہ دے، اوراسطرح یہ خرچہ عورت کا اپنے آپکو خاوند کے سپرد کرنے اور اس سے نفع حاصل کرنے کے بدلے میں ہے۔

iii. نان ونفقہ کا مقصد

بیوی کی ضروریات پوری کرنا مثلاً کھانا، پینا، رہائش وغیرہ، یہ سب کچھ خاوند کے ذمہ ہے اگرچہ بیوی کے پاس اپنا مال ہو اور وہ غنی بھی ہو تو پھر بھی خاوند کے ذمہ نان ونفقہ واجب ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے اور جن کے بچے ہیں انکے ذمہ ان عورتوں کا روٹی کپڑا اور رہائش دستور کے مطابق ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اسطرح فرمایا اور کشادگی والا اپنی کشادگی میں سے خرچ کرے اور جس پر رزق کی تنگی ہو اسے جو کچھ اللہ تعالی نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرنا چاہیے، یہ بھی بیوی کے حقوق میں سے ہے کہ خاوند اس کے لیے اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق رہائش تیار کرے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى [12]

"ان عورتوں کو جہاں تم رہتے ہو، اپنے مال و وسعت کے مطابق وہاں جگہ دو اور انہیں تنگی میں مبتلا نہ کرو تا کہ تم ان پر دشواری ڈال سکو، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کے اخراجات بھی تم پر ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے حمل کو جڑ دے۔ اور اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلائیں تو تم ان کو ان کا اجرت دو، اور آپس میں معروف طریقے پر بات چیت کرو۔ اور اگر تم دونوں آپس میں تنگی کا شکار ہو تو ایک اور عورت دودھ پلائے گی۔

حافظ عبدالسلام بھٹوی اپنی تفسیر تفسیر القرآن میں یوں رقمطراز ہیں کہ اَسْكِنُوْہُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ اس میں ان عورتوں کا حکم بیان فرمایا ہے" جنہیں پہلی یا دوسری طلاق دی گئی ہو۔ پہلے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ عدت پوری ہونے تک انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں،" [13]

اب اسی کی تفصیل ہے۔"من حیث سکنتم "میں "من" تبعیض کے لیے ہے، یعنی جہاں تم رہتے ہو اس کے کسی حصے میں انہیں بھی رہنے کے لیے جگہ دو۔ "من وجدکم "اپنی وسعت کے مطابق، یعنی مکان ذاتی ہے یا کرائے کا یا خیمہ وغیرہ ہے، جہاں رہتے ہو وہیں انہیں رکھو۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ اتنی مدت ایک جگہ رہنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ موافقت کی صورت پیدا فرما دیں اور رجوع ہو جائے، اس دوران ان کا نفقہ بھی خاوند کے ذمے ہے۔ تیسری طلاق کے بعد چونکہ رجوع کی گنجائش نہیں، اس لیے خاوند کے ساتھ رہائش کا حکم بھی نہیں اور نہ ہی اس کا خرچ خاوند کے ذمے ہے۔

12- Al-Ṭalāq, 65:6

13- Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad, *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 4:737

iv. نفقہ کے سلسلے میں عورتوں کے حقوق: اہم پہلوؤں کی وضاحت

نفقہ کے سلسلہ میں عورتوں کے حقوق کو سمجھنے کے لئے دو باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں ایک یہ کہ نفقہ میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں، دوسرے نفقہ کن کن خواتین کا واجب ہوتا ہے؟ (۱) خوراک (۲) پوشاک (۳) علاج (۴) رہائش

أ. خوراک

جہاں تک خوراک کی بات ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی مقدار اور معیار کو پوری طرح متعین نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ مختلف لوگوں کے ذوق و مزاج اور جسمانی ضروریات میں فرق ہوتا ہے، ایسی غذا فراہم کرنا شرعاً واجب ہے، جو اس کے لئے موزوں ہو، چنانچہ علامہ علاء الدین کاسانیؒ فرماتے ہیں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ نفقہ کی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ اتنی مقدار دی جائے گی، جو عورت کے لئے کفایت کر جائے اور جب نفقہ بہ قدر کفایت واجب ہے تو شوہر پر اتنا کھانا، سالن اور تیل دینا واجب ہے جو بیوی کے لئے کافی ہو کیوں کہ بغیر سالن کے روٹی نہیں کھائی جاتی اور خواتین کے لئے تیل بھی ضروری ہے، درہم و دینار (روپیہ) کے ذریعہ نفقہ کی مقدار متعین نہیں کی جا سکتی؛ کیوں کہ اس میں زوجین میں سے ایک کو نقصان پہنچے گا؛ کیوں کہ قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔

ب. پوشاک

لباس انسان کی ایک اہم ضرورت ہے، جس کا مقصد جسم کو چھپانا بھی ہے، اس کو موسم کے اتار چڑھاؤ سے بچانا بھی اور اس کے ساتھ ساتھ لباس انسان کے لئے زینت بھی ہے:۔

خذوازینتکم عند کل مسجد [14]

اس لئے پوشاک کی فراہمی میں ان تینوں باتوں کی رعایت ضروری ہے، لباس ایسا ہو، جو شریعت کے احکام کے مطابق ہو، ستر کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو، دوسرے، سردی گرمی کی رعایت ہو، تیسرے وہ اس عہد کے مروجہ معیار کے مطابق زینت و آرائش کے تقاضہ کو پورا کرتا ہو، ان تینوں باتوں کے علاوہ اتنی مقدار میں ہو کہ عورت پورے سال مناسب طریقہ پر پہننے، اوڑھنے کی ضرورت کو پورا کر سکتی ہو مر دپر سال میں دو مرتبہ گرما اور سرما کی رعایت کرتے ہوئے لباس فراہم کرنا واجب ہو گا، اس لئے کہ جیسے ہمیں کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح ستر پوشی اور گرمی اور ٹھنڈک سے بچنے کے لئے بھی ہم لباس کے محتاج ہیں اور لباس تنگ دستی اور خوشحالی، نیز جاڑے اور گرمی کے لحاظ سے مختلف ہو گا۔ جیسے خوراک کے سلسلہ میں انسان کے معیار زندگی اور گنجائش کی اہمیت ہے، اسی طرح لباس کے باب میں بھی اس کی رعایت ضروری ہے، یہ بات کہ مرد خود تو اچھا لباس پہنے اور اپنے زیر پرورش خواتین کے لئے گھٹیا لباس فراہم کرے درست نہیں، رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کے بارے میں فرمایا کہ جو کھانا تم خود کھاتے ہو، وہ انھیں کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو، انھیں پہناؤ تو جب غلاموں کے لئے اس معیار کو برتنے کا حکم دیا گیا ہے جو آقا کا ہو، تو ماں، بیوی، بیٹی اور بہن کے لئے تو بدرجۂ اولیٰ یہ حکم ہو گا۔ [15]

14- Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad, *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*, 4:737

15- Al-Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nīshāpūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmīyah, 1330), al-raqam: 224

ج۔ علاج

انسان کی ایک اہم ضرورت علاج بھی ہے، عام طور پر فقہاء نے علاج کو نفقہ میں شامل نہیں رکھا ہے اور بیوی کا علاج شوہر پر لازم قرار نہیں دیا گیا ہے۔

د۔ رہائش

نفقہ میں جو ضروریات شامل ہیں، ان میں رہائش بھی شامل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ،**أسکنوہن من حیث سکنتم من وجدکم**۔[16] جہاں تم رہو، وہاں بیویوں کو بھی رکھو، اپنی گنجائش کے مطابق۔ بیوی کے لئے ایسے گھر میں ٹھکانہ اور رہائش فراہم کرنا واجب ہو گا، جو شوہر کے لوگوں سے بھی خالی ہو اور بیوی کے رشتہ داروں سے بھی ،البتہ ان لوگوں کو اس سے گفتگو کرنے اور اسے دیکھنے کی اجازت ہو گی،(بشر طیکہ غیر محرم نہ ہوں)۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ:

۱- زیر کفالت خاتون کے لئے رہائش فراہم کرنا شرعاً واجب ہے، خواہ یہ ذاتی مکان ہو یا کرایہ کی عمارت کیوں کہ رہائش بھی انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔

۲- یہ مکان ایسا ہو کہ شرعی ضرورتوں کو پوری کرتا ہو، یعنی پردہ دار ہو عورت اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کر سکے۔

خلاصہ بحث

میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریوں کا نظام اسلام میں ایک متوازن اور انصاف پر مبنی ہے جس کا مقصد دونوں کے درمیان محبت اور احترام کو فروغ دینا ہے۔ نفقہ کی فراہمی کا حکم صرف شوہر پر نہیں، بلکہ اس میں دونوں فریقین کی مشترکہ ذمہ داری شامل ہے۔ شوہر کو اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا اور بیوی کو اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ اسلامی شریعت نے ان حقوق و ذمہ داریوں کو بہت واضح اور تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ ازدواجی زندگی میں سکون، محبت، اور تعاون کی فضا قائم ہو سکے۔ نفقہ کی فراہمی، رہائش اور ضروریات کی تکمیل کی بنیاد پر، شریعت نے اس بات کی تاکید کی ہے کہ دونوں فریقین اپنے اپنے حقوق اور فرائض کو سنجیدگی سے ادا کریں تاکہ ایک خوشحال خاندان کا قیام ہو سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000)
- Muftī Shafīʿ Usmānī, *Maʿārif al-Qurʾān*, Karāchī, Dār al-Ashāʿat, 1998
- Maulānā ʿAbd al-Raḥmān Kīlānī, *Taysīr al-Qurʾān*, Lāhaur, Maktabah al-Salām, 1432 AH
- Pīr Karam Shāh al-Azharī, *Tafsīr Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Lāhaur, Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publīkeshanz, 1995
- Al-Qushayrī, Muslim bin Ḥajjāj, Abū al-Ḥusayn, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nīshāpūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmīyah, 1330)

[16]۔ Al-Ṭalāq, 65:6